AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

# امام مسجد کے انتخاب میں اہلیت کی ضرورت واہمیت

***Importance and need of competence in the selection of Imam Masjid***

***Anis ur Rehman***
*PhD Scholar, Department of Usool-ud-Din,*
*University of Karachi, Karachi, Pakistan.*
***Dr. Ishaq Alam***
*Assistant Professor, Department of Usool-ud-Din,*
*University of Karachi, Karachi, Pakistan.*

***Abstract***

*The article highlights the need and importance of competence in the selection of imams of mosques in the present era. Mosques are the center of worship and the education of the Islamic society. And the imams are the backbone of the mosque in the order. In this selection, it is necessary to adopt the methodology taught by Islamic law. While in the present era, just as there is conspiracy in general matters, the position of imam and khateeb is also facing various challenges. Increasing trend of aversion to religion or the abundance of non-Islamic civilization, criticism of scholars or disrespect for Islamic centers of knowledge, every challenge is a test in the present era. Due to abandonment of competence and standards in the selection of imams, it has become a difficult task to align the position of imam on the correct methodology and to effectively fulfill the duty of da'wah. The noble character of the Prophet Muhammad (PBUH) is the best guide for humanity in all matters. The Quran and Sunnah have given us the basic principles for the selection of the Imam of the mosque. In order to achieve the desired goals from the pulpit and the mihrab, the appointment of the Imams of the mosques must be in accordance with this basic procedure. Knowledge, necessary skills and a special methodology are required in the performance of this position. When the position is entrusted to the right people, its management will go in the right direction. Therefore, in this article, the qualifications and the basic necessary skills for the Imam Masjid have been mentioned with the explanations of the Islamic law and the jurists and great Islamic scholars. By adopting this essential standard of qualification and ability in the appointment of Imams, even today we can light the candle of recognition, guidance, education and training from the mosques.*

***Key Words**: Ahliate Imamat, Selection Imam masjid, Importance of competence.*

## تعارفِ موضوع

مسجد اسلام کے اجتماعی اور روحانی نظام کا مرکز و محور ہے، جہاں سے نہ صرف عبادات کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے بلکہ دینی تعلیم، اصلاحِ معاشرہ اور سماجی رہنمائی کی بنیادیں بھی استوار ہوتی ہیں۔ مسجد کے اس وسیع اور مؤثر کردار میں امامِ مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو نہ صرف نمازوں کی امامت کرتا ہے بلکہ اپنے علم، کردار اور حکمت کے ذریعے معاشرے کی فکری و اخلاقی تربیت کی ذمہ داری بھی نبھاتا ہے۔ اسی بنا پر امام مسجد کا انتخاب ایک نہایت حساس اور اہم عمل ہے جس میں اہلیت، دیانت، علم، فہمِ دین اور عملی صلاحیتوں کو اولین معیار ہونا چاہیے۔ بد قسمتی سے موجودہ دور میں مختلف سماجی، سیاسی اور شخصی مفادات نے امام کے منصب کے انتخاب کو متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ بنیادی اوصاف پسِ پشت جا رہے ہیں جن کا تقاضا قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کرتی ہے۔ اس کے باعث نہ صرف مساجد کا نظام متاثر ہوتا ہے بلکہ دینی دعوت اور اصلاحی سرگرمیوں کا حقیقی مقصد بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امام مسجد کی تعیناتی میں وہی اصول اپنائے جائیں جنہیں اسلام نے امانتوں کی درست حوالگی اور اہل لوگوں کے انتخاب کے طور پر واضح کیا ہے، تاکہ مساجد حقیقی معنوں میں ہدایت، معرفت، تعلیم اور تربیت کے مراکز بن سکیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

**امام مسجد کی تعیناتی میں ضروری صفات کو معیار بنانا:**

آج درپیش اہم ترین چیلنجز میں سے ایک "امام مسجد کا انتخاب" ہے کہ ماسوائے چند ایسے اداروں اور مقامات کے جہاں باقاعدہ انتخاب کے لیے اہلیت کو پرکھا جاتا ہے، درست انتخاب ہمارے معاشرے میں قریباً معدوم دِکھائی دیتا ہے۔ تعیناتی میں انتہائی ضروری اور مفید صفات کو نظر انداز کرتے ہوئے قرابت، تعلق، خوش آوازی، جوشیلا پن اور فریقِ مخالف کے خلاف سختی اور بے باکی جیسی صفات کو معیار بنا کر ایک عظیم عہدے سے بڑی خیانت برتی جارہی ہے۔ منصب دراصل وراثت نبوی ﷺ ہے، یہ مصلہ نبی اقدس ﷺ کا مصلہ ہے۔ اور علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔ انہیں اس وراثت کی بجاآوری میں آپؐ کے اسوۃ کو ضرور سامنے رکھنا ہے۔ قرآن پاک ہمیں اہل لوگوں تک امانت لوٹانے کا حکم کرتا ہے:

**"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا ۔**[1]

**ترجمہ :** یقیناً تمہیں اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل لوگوں تک لُٹا دو۔

امام کو ضامن قرار دیا گیا ہے، اور ضمان؛ کا معنی "الرعایہ" یعنی حفاظت کرنا ہے اور ضامن "راع" یعنی محافظ کے معنی میں ہے۔[2] امام مقتدی کے لیے اس کی نماز میں ضامن اور امامت کی ذمہ داری میں ضامن ہوتا ہے۔ اگر اس نے ذمہ داری اچھی نبھائی تو یہ امامت اس کے حق میں بھلائی اور اجر کا باعث ہوگی اور اگر اس نے امامت میں برائی کی تو اس برائی کا وبال اس پر ہوگا نہ کہ عام مقتدیوں پر ہوگا۔

**امامت کروانے کا حقدار کون؟**

امامت کا حقدار کون ہے؟ اس حوالے سے ہمارے پاس احادیث مبارکہ سے واضح رہنمائی موجود ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

**"يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا"**[3]

**ترجمہ:** لوگوں کو امامت وہ شخص کروائے جو سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو، اگر پڑھنے میں سب یکساں ہوں تو وہ امامت کروائے کو سنّت (و شریعت) کا سب سے زیادہ جاننے والا ہو، اور اگر سنّت کے علم میں سب برابر ہوں تو پھر وہ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو، اور اگر ہجرت (کے زمانے) میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

**امامت کروانے کا اہل کون؟ فقہاء کرام کی توضیحات:**

امام امورِ صلاۃ کی قیادت کرتا ہے، اس لیے سب سے بنیادی چیز یہ قرار دی گئی کہ وہ قراءت کو خوب اچھی طرح جانتا ہو۔ علماءِ احناف فرماتے ہیں: یہاں زیادہ قراءت سے مراد زیادہ جاننے والا ہے کیونکہ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کا یہی طریقہ تھا کہ آیاتِ قرآنیہ کو احکام و مسائل کے علم کے ساتھ جانتے تھے۔ پھر اگر سب ہجرت کرنے میں شریک ہوں تو جو ہجرت میں تقدم رکھنے والا، اسی طرح اسلام قبول کرنے میں تقدّم رکھنے والا امامت کروانے کے لیے مقدم ہوگا۔ جبکہ ایک روایت میں "اُسن" (یعنی عمر میں بڑا شخص زیادہ حقدار ہوگا) کا ذکر آیا ہے۔[4]

---

[1] :القرآن الكريم، سورة النساء، 04، آيت: 58

[2] : خطابی، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب ،(م: 388ھ)،معالم السنن، ناشر: المطبعة العلمية، حلب،طبع اول، سن طباعت،1932 م، ج:1، ص 156-

[3] : مسلم بن الحجاج القشيرى، ، (م: 261ھ)،صحيح مسلم،بَابُ : مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ، حديث: 290، ناشر: دار إحياء التراث العربي ، بيروت، طبع اول، سن طباعت : 1422ه-

[4] : مصدر سابق : بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ، حديث رقم: 291

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مطلب یہ کہ اگر قراءت وعلم اور ہجرت اور اسلام میں تقدم کے اعتبار سے سب برابر ہوں تو زیادہ عمر والے کو امام بنانا چاہیے، کیونکہ بڑی عمر کی وجہ سے انہیں خاص احترام حاصل ہوتا ہے، اور نیکیوں کی عمر اور تقوٰی بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ابن مازۃ حنفیؒ فرماتے ہیں: یہ اس لیے بھی کہ (بڑی) عمر والے صاحب تقوٰی شخصیت کے پیچھے نماز پڑھنے میں لوگوں کو رغبت اور دلچسپی ہوتی ہے۔[5] لیکن اگر عمر میں بڑا ہونے کے باوجود یہ خصوصیات نہ ہوں تو عمر میں کم ان خصوصیات کا حامل ہی امامت کروانے کا اہل ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن سلمہ چھوٹی عمر میں امامت کرواتے تھے اور ان کے پیچھے دیگر صحابہ موجود ہوتے تھے کیونکہ انہوں نے مہاجرین صحابہ کرام سے قرآن مجید کا کافی حصہ یاد کر رکھا تھا، اس لیے وہ امامت کرواتے تھے۔[6] علامہ شامیؒ نے فرمایا:

**"(والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات. والتقوى: اتقاء المحرمات (ثم الأسن) أي الأقدم إسلاما، فيقدم شاب على شيخ أسلم۔"[7]**

ترجمہ: (امامت کا سب سے زیادہ حق دار) آگے کرنے کے لیے بلکہ مقرر کرنے کے لیے۔ مجمع الانھر۔ (وہ شخص ہے جو نماز کے احکام کو زیادہ جانتا ہو) صرف نماز کی صحت اور فساد سے متعلق اس شرط کے ساتھ کہ وہ ظاہری بے حیائی اور گناہ سے ارتکاب کرنے والا ہو، اور کہا گیا ہے کہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ فرض مقدار قراءت کا حافظ ہو، اور کہا گیا ہے کہ: واجب مقدار کا حافظ ہو، اور کہا گیا ہے کہ: سنت مقدار کا حافظ ہو۔ (پھر وہ حقدار ہے جو بہت اچھی تلاوت اور (تجوید سے) (قراءت کرنے والا ہو، اور پھر زیادہ پرہیزگار) یعنی جو مشتبہ امور سے بہت بچنے والا ہو، اور تقوی یعنی حرام چیزوں سے بچنے والا ہو (پھر زیادہ عمر والا) یعنی جو اسلام میں مقدم ہو، تو ایسے بوڑھے پر جو ابھی اسلام لایا ہو نوجوان کو مقدم کیا جائے گا۔

ابن رشد مالکیؒ نے فقہ مالکی کے نزدیک بھی یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔[8] فقہ حنبلی میں اگرچہ زیادہ قراءت جاننے والے کو مقدم کیا گیا ہے۔ لیکن مآلاً اسی طرف رجحان معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنبلی میں بھی ترغیب ہے کہ ایسے شخص کو بھی چاہیے کہ وہ نماز کے مسائل کا علم حاصل کرے تاکہ نماز کی ادائیگی سنت کے موافق ہو اور فساد سے محفوظ رہے۔[9] اور فقہ شافعی کی ترجمانی کرتے ہوئے امام نووی نے فرمایا:

**"وَكَانَ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قراءة اكثرهم فقها لانهم كانوا يقرؤن الآية ويتعلمون احكامها ولان الصلاة يفتقر صححتها الي القراءة والفقه فقدم اهلهما فَإِنْ**

---

[5] ابن مازۃ حنفی، ابو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مَازَةَ البخاري الحنفي (المتوفى: 616هـ)،المحيط البرهاني في الفقه النعماني ، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان، طبع اول: 1424 هـ - 2004 م ، ج:1،ص:405۔

[6] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِوحديث رقم:585، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا ، بيروت۔

[7] شامی، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، ناشر: دار الفكر-بيروت، طبع دوم سن: 1412هـ - 1992م، ج:1، ص 557۔

[8] ابن رشد مالكی، أبو الوليد محمد بن احمد ،(م: 520هـ)، البيان والتحصيل ، ناشر: دار الغرب الإسلامي، بيروت ، لبنان، طبع دوم،سن: 1988 م، ج:1، ص: 355 ۔

[9] ابو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد ، ابن قدامہ المقدسی، ، (المتوفى: 620هـ)، المغني لابن قدامة، ناشر: مكتبة القاهرة، مصر، ج:2، ص: 133۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زَادَ أَحَدُهُمَا فِي الْقِرَاءَةِ أَوْ الْفِقْهِ قُدِّمَ عَلَى الْآخَرِ وَإِنْ زَادَ أَحَدُهُمَا فِي الْفِقْهِ وَزَادَ الْآخَرُ فِي الْقِرَاءَةِ فَالْأَفْقَهُ أَوْلَى لِأَنَّهُ رُبَّمَا حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَادِثَةٌ يَحْتَاجُ إلَى الِاجْتِهَادِ" [10]

ترجمہ: اور صحابہ ایسے تھے کہ ان میں زیادہ قراءت جاننے والے ہی زیادہ فقہ جاننے والے تھے، اس لیے کہ جب وہ ایک آیت پڑھتے تھے تو اس کے احکام بھی سیکھتے تھے، اور اسلیے بھی کہ نماز میں قراءت اور فقہ (احکام جاننے دونوں) کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر دونوں میں سے کوئی ایک قراءت اور فقہ میں سے کسی چیز کو بنسبت دوسری چیز کے زیادہ جانتا ہو تو اسے دوسرے (کم جاننے والے) پر مقدم کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں میں سے ایک فقہ کو زیادہ جانتا ہے اور دوسرا قراءت کو تو فقہ (احکام جاننے) والے کو مقدم کیا جائے گا، اس لیے کہ بسا اوقات نماز میں کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہو جاتا ہے جس میں اجتہاد (اور مسائل جاننے) کی ضرورت ہوتی ہے۔

**قراءت کی بنسبت علم کی ضرورت پوری نماز میں ہے:**

اس لیے کہ قراءت کی ضرورت تو صرف ایک رکن میں ہوتی ہے اور (احکام نماز کے) علم کی ضرورت پوری نماز میں ہوتی ہے۔ اور قراءت میں ہونے والی غلطی جس سے نماز فاسد ہو جائے یہ بھی علم سے ہی معلوم ہو گی۔ اور حدیث مبارک میں جو زیادہ قراءت جاننے کو اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ: اس لیے کہ وہ لوگ اس زمانے میں قران مجید کی قراءت بھی احکام کے ساتھ ہی جانتے تھے۔

امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ: حضرت عمر کے حوالے سے مروی ہے کہ انہوں نے القرآن الکریم، سورۃ بقرہ بارہ سالوں میں یاد کی۔ تو ان میں جو زیادہ قراءت جاننے والے ہوتے تھے وہی زیادہ علم رکھنے والے ہوتے تھے۔ بہر کیف ہمارے زمانے میں ایک شخص قرآن پڑھنے میں ماہر ہوتا ہے لیکن وہ علم کچھ نہیں جانتا۔ تو سنت کا زیادہ علم رکھنے والا ہی زیادہ مستحق ہو گا۔ مگر یہ کہ وہ (اعلم بالسنۃ) ایسا ہو کہ اس کی دینداری میں طعن ہو تو ایسی صورت میں اسے مقدم نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ ایسی صورت میں لوگ ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنے کو پسند نہیں کرتے" [11]

اس توضیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شخص امامت کے منصب کو اختیار کر رہا ہے، ضروری ہے کہ اسے قرآن مجید اس قدر یاد ہو جس سے وہ نماز پڑھا سکے، اسی طرح وہ تجوید و قراءت جانتا ہو کہ قرآن پاک کی قراءت میں لحن جلی و لحن خفی سے نماز کی حفاظت کر سکے۔

**امام مسجد کا فسق و فجور سے پاک ہونا:**

اسلامی شریعت میں امام متقی پرہیز گار اور صالح شخص کو بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور یہ بنیادی ضابطہ ہے کہ فاسق اور مبتدع انسان کو امامت کے لیے آگے نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر ایک مسلمان کے پاس امام رکھنے اور اسے معزول کرنے کا اختیار ہو تو نہ وہ فاسق کو امامت فائز کرے اور نہ امامت پر برقرار رکھے۔ سیرت میں یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص لوگوں کو امامت کرواتا تھا آپ ﷺ نے اُسے قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا تو منع فرمایا کہ یہ شخص دوبارہ تمہیں امامت نہ کروائے۔ پھر بعد میں یہ شخص دوبارہ نماز کروانے لگا تو لوگوں نے اسے منع کر دیا اور اسے بتایا کہ: آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ یہ شخص امامت نہ کروائے! تو اس وہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور اس متعلق استفسار کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں (میں نے منع کیا تھا) کیونکہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ [12]

[10]: نووی ، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، (المتوفى: 676هـ)، المجموع شرح المهذب ،ناشر: دار الفكر، بيروت، بدون طبع وتاريخ، ج:4، ص: 279-

[11]: مصدر سابق ، ج:1، ص:42-

[12]: ابوداؤد، سنن ابی داؤد، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ، حديث رقم: 481-

### فاسق کو امامت کے لیے آگے نہ کیا جائے:

فاسق کو نماز کروانے کے لیے مقدم کرنا درست نہیں۔البتہ اگر کسی جگہ فاسق نے نماز کروادی تو جنہوں نے اس کے پیچھے نماز ادا کی ان کی نماز ادا ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔فاسق کی امامت کروانے کو اہل علم نے پسند نہیں فرماتے۔امام شافعیؒ نے بھی فرمایا:

**"وكذلك أكره إمامة الفاسق والمظهر البدع ومن صلى خلف واحد منهم أجزأته صلاته ولم تكن عليه إعادة إذا أقام الصلاة"** [13]

ترجمہ: اور اسی طرح میں فاسق اور اعلانیہ بدعتی کے نماز کروانے کو ناپسند کرتا ہوں، لیکن اگر کوئی شخص ان کے پیچھے نماز ادا کرے تو اس کی نماز جائز ہو جائے گی اور جب اس نے نماز قائم کی تو اب اسے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

البتہ امام کی اصل ذمہ داری اگرچہ نماز کروانا ہی ہے لیکن ہمارے ماحول میں امام مسجد داعی اور معلم کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔اس لیے امام مسجد کو قراءات اور سنت و شریعت کا علم ہونے کے ساتھ ورع، تقوی، للہیت، خشوع، اخلاص، اور پاکدامنی کی صفات سے متصف ہونا ضروری ہے تاکہ اس منصب سے وابستہ اہداف کو باحسن حاصل کیا جاسکے۔امام مسجد حیاو پاکدامنی اور تقوٰی و پرہیزگاری اختیار کرنے والا، فسق و فجور سے حفاظت کرنے والا ہو۔آج ہمارے معاشرے میں امامت کے لیے ضروری صلاحیتوں کو یکسر ترک کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس منصب سے اصلاح اور اور دینی آبیاری کے مطلوبہ اہداف حاصل نہیں ہو رہے۔

### فاسق کے پیچھے نماز کا مسئلہ:

فاسق فسق سے ہے جس کا لغوی معنی راہِ استقامت سے خروج ہے۔اور فاسق کہتے ہیں: ایسے انسان کو جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغائر پر اصرار کرنے والا ہو۔[14] فاسق کے پیچھے نماز کا اصولی مسئلہ یہ ہے کہ فاسق شخص کو خود سے نماز کے لیے آگے نہیں کرنا چاہیے نہ ایسے انسان کو امامت پر فائز کرنا چاہیے؛ کیونکہ جب اس سے عام امورِ دینیہ میں خیانت اور عدول ظاہر ہو گیا تو جو سب سے اہم دینی امر (نماز) ہے اس میں اس پر کیسے بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟البتہ اگر ایسا شخص پہلے سے امامت پر فائز ہے یا کوئی فاسق انسان خود سے آگے ہو گیا اور کوئی دیندار شخص میسر نہ ہو تو منفرد نماز پڑھنے سے بہتر یہ ہے کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔اس کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی واجب الاعادہ نہیں ہو گی۔البتہ مستقلا! ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔[15]

---

[13] : ابو عبد الله محمد بن إدريس الشافعى ،(المتوفى: 204هـ)، الأم،ناشر: دار المعرفة ، بيروت، بدون طبع ، تريخ النشر: 1410هـ/1990م، ج:1، ص:193-

[14]: طحطاوى، أحمد بن محمد بن إسماعيل ، (م: 1231 ه)، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، طبع اول، سن طباعت:1418هـ - 1997م، ج: 01، ص : 303-

[15]: الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، طبع دوم، من 1404 - 1427 هـ، ج:32، ص: 142-

**امام کے لیے تجوید و قراءت کی اہمیت:**

تجوید کا لغوی معنی ہے تحسین اور عمدگی، کسی چیز کو نکھارنا۔ اور ترتیل کا معنی ہے: ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ اور اصطلاحی طور پر تجوید کہتے ہیں: ہر حرف کو اس کے اپنے مخرج سے تمام صفات کی رعائیت رکھتے ہوئے ادا کرنا۔ تجوید کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ: حروف کا صفاتِ لازمہ اور صفات، عارضہ سے ادا کرنا۔[16] امام و خطیب بنیادی طور پر نماز اور دیگر عبادات میں مقتدٰی ہوتا ہے وہ قرآن و سنت کی خدمت کرتے ہوئے اس کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے امامت کرنے والے شخص کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ قراءت کو خوب اچھی طرح جانے۔

قرآن مجید کی خدمت کرنے والا شخص قرآن مجید کی درست قراءت ہی نہ کر سکے تو یہ ندامت اور محرومی کے سوا اور کیا ہوگا؟ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا لازم ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**"وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً" 17**

ترجمہ: اور قرآن مجید کو ٹھہر کر صاف صاف پڑھو۔

آپ ﷺ نے اپنے فرمان میں امامت کا زیادہ مستحق اُسے قرار دیا جو قراءت اچھی طرح جانتا ہوں۔[18] امامت کرنے والے شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ قراءت کو اچھی طرح جانے۔ اس کی تلاوت تجوید کے اصولوں کے مطابق ہو۔ جس میں کم از کم حروف کے مخارج کی تعداد، اقسام اور مخارج سے ادائیگی کا ادراک ہو، حروف کی صفات لازمہ اور عارضہ کا علم ہو کہ صفات کے بنا پر حروف کی پہچان ہونا (مثلاً مستعلیہ وہ حروف ہیں جن کی ادائیگی میں زبان جڑ سے بلند ہو جاتی ہے جس وجہ سے انہیں پُر اور موٹا پڑھا جاتا ہے، ان کا مجموعہ "خص ضغط قظ" ہے۔؛ کہ امام قراءت میں اس کی رعائیت رکھ سکے)۔ پھر خاص طور پر اس کی قراءت فحش غلطی سے پاک ہو کیونکہ لحن خفی قراءت میں مکروہ اور لحنِ جلی نماز کے فساد کی طرف مفضی ہوتی ہے۔

**امام کی قراءت غلطی سے پاک ہونی چاہیے:**

امام کی قراءت تجوید کے موافق اور غلطی سے پاک ہونی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی ایسے ٹھہر کر ایک ایک آیت واضح پڑھتے ہوئے قراءت کرتے۔ حدیث مبارک میں ہے:

**"عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا " قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً "19**

ترجمہ: ام سلمہ نے آپ ﷺ کی قراءت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: (کہ آپ ﷺ)(**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ**) اپنی قرائت میں ایک ایک آیت علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے۔

---

16 : القرآن الكريم، سورة المزمل:73، آيت: 04-

17 : محمود بن علي بسّة المصري، (المتوفى: بعد 1367هـ)، العميد في علم التجويد ، ناشر: دار العقيدة، الإسكندرية،الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م، ج:1، ص: 07-

18 : القشيرى، صحيح مسلم ، بَابُ: مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ، حديث رقم: 290-

19 : ابو داؤد، سنن أبي داود، (كتاب الحروف و القراءت)، حديث رقم:4001 -

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام رازی قرآنِ مجید ٹھہر کرپڑھنے سے متعلق فرماتے ہیں:" سنت یہ ہے کہ قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھا جائے، کیونکہ اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے: "اور تم قرآن کو ٹھہر ٹھہر کرپڑھو" ترتیل یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والا بالکل صاف اور واضح پڑھے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب اس طرح سے تلاوت کی جائے گی تو اس سے الفاظ کے معانی خود سے سمجھ میں آئیں گے، اور وہ قراءت سے دوسروں کو بھی یہ معنی سمجھا پائے گا، جبکہ اگر اس نے جلدی پڑھا تو نہ خود سمجھے گا اور نہ دوسرے کو کچھ سمجھ آئے گی۔ اس لیے ترتیل سے پڑھنا ہی اولی ہے" 20

امام کے لیے تجوید و قراءت کی درستگی انتہائی ضروری ہے لیکن اس کے برعکس ہمیں اپنے معاشرے میں اس حوالے سے بڑی کمزوری نظر آتی ہے۔ کبھی لاپرواہی کا ایسا منظر بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ نماز غلط قراءت سے پڑھائی جارہی ہے اور کوئی فکر نہیں کہ میں اس امانت کا کیا حشر کر رہا ہوں؟ یہ عجب دیدہ دلیری ہے کہ امام غلط قراءت کرتا جائے اور غلطیوں کی پرواہ ہی نہ کرے کہ کہاں الفاظِ قرآنی میں اور کہاں تجوید میں غلطی کردی، اور وہ بھی روزانہ کی بنیاد پر ہورہا ہو۔ یہاں تک کہ جو مقتدی قرآن پڑھنا جانتا ہے وہ نماز کی ایسی قراءت اور ایسی غفلت سے پریشان ہے کہ میری نماز کیسی ہورہی ہے؟

**درست قراءت نہ کرنے والے کی امامت کا حکم:**

فقہاء کرامؒ نے قراءت میں فحش غلطی کو مفسد صلاۃ قرار دیا ہے جو بسا اوقات قراءت کے فساد سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی بنا پر حروف میں فرق نہ کرسکنے والے کی امامت کو درست نہیں قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کو درست طریقے سے پڑھنے کا حکم ہے۔ بعض روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ: " قرآن مجید کو ایسے پڑھو جیسے یہ نازل ہوا ہے"۔ لہذا قرآن مجید غلط پڑھنا اور تجویدی اصولوں سے ہٹ کر پڑھنا نماز سے خارج درست نہیں تو نماز میں اس کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے۔ ایک موقع پر عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے اور اس نے آیت مبارکہ {إنما الصدقات للفقراء والمساكين} سرد میں پڑھی بغیر مد کے تو ابن مسعود نے فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا، آپ نے فرمایا میں اس آیت {إنما الصدقات للفقراء والمساكين} کو ایسے پڑھتا ہوں اور اُسے مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھا۔[21]

معلوم ہوا کہ قراءت اسی طریقہ سے کرنے کا حکم ہے جس طریقہ سے آپ ﷺ نے تعلیم کی، اور ابن مسعود نے ایک مد کے بغیر تلاوت کو قبول نہیں فرمایا۔ اور امام کے لیے تو یہ مسئلہ مزید حساس ہے کہ اس کی اقتداء کی جاتی ہے اور وہ دوسروں کی نماز کا ضامن بنتا ہے۔ اسی لیے فقہاء نے ایسے شخص کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے جس کی قراءت میں غلطیاں ہوں۔ وہبہ زحیلی "الفقہ الاسلامی وادلتھا" میں فرماتے ہیں:

**"تكره إمامة اللحان (كثير اللحن) الذي لا يحيل المعنى كجر دال (الحمد) ونصب هاء (الله) ونصب ياء (الرب) ونحوه من الفاتحة، وتصح صلاته بمن لا يلحن؛ لأنه أتى بفرض القراءة." 22**

ترجمہ: جو (قراءت میں) کثرت سے غلطی کرتا ہوں ایسے شخص کا امامت کروانا مکروہ ہے، ایسی غلطی جو معنی نہ بدلے جیسے الحمد کی دال پر جر دینا اور لفظ اللہ کی ھاء کو نصب دینا اور با کو نصب دینا، یا اس طرح کی کوئی اور غلطی جو

---

20: ابو عبد الله محمد بن عمر ،فخر الدين الرازي ، (م: 606هـ)، مفاتيح الغيب ( التفسير الكبير)، ناشر: دار إحياء التراث العربي ، بيروت،طبع دوم- 1420 ه، ج:1، ص: 69 -

21: مصدر سابق، ج:1، ص: 69 -

22: وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ ،الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، فصل: من تكره امامته، ،ناشر : دار الفكر ، دمشق، طبع چهارم، بدون طبع و تاريخ، ج:2، ص: 356 -

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام فاتحہ میں کرے، اور ایسے شخص کی نماز غلطی نہ کرنے والے کے پیچھے درست ہوگی اس لیے کہ (ایسی صورت میں) جو قراءت فرض ہے وہ اس نے ادا کر دیا۔

## امام کی تعیناتی سے قبل اس کی قراءت کا لازماً جائزہ لینا چاہیے:

امام کی تعیناتی سے قبل اس کی قراءت کا ضرور جائزہ لینا چاہیے۔ نماز میں قراءت ایک اہم ترین مرحلہ ہے۔ اگر خدانخواستہ غلط پڑھنے والا شخص منتخب کر لیا گیا تو روزانہ کی بنیاد پر لوگوں کی عبادات خراب کرنے کا سبب بنے گا۔ اس لیے کہ لحن جلی تو فسادِ نماز کو موجب ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیتا ہو، جس سے معنی بدل جائے (حالانکہ عموماً ایسے حرفوں میں آسانی سے فرق کیا جا سکتا ہو) لیکن یہ موصوف فرق نہ کر سکے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لہذا ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں۔ اور اگر پڑھنے والا مثلاً دو حروف ایسے ہوں جن میں فرق کرنا مشکل ہو جیسے تا اور طا، سین اور صاد اور ان میں وہ قصداً غلط پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر بلا قصد غلط پڑھ دیا تو اگرچہ نماز ادا ہو جائے گی لیکن اس طرح کی غلطیاں کرنے والے کو بھی امام مقرر کرنا درست نہیں ہوگا۔ اسی طرح قراءت میں ایسی غلطی کرنے والے کو بھی امام نہیں بنانا چاہیے جو صرف حروف یا صفات کے تغیر کی غلطی کرے، کیونکہ اس کی قراءت غلطیوں سے محفوظ نہیں۔ بلکہ منتظمین کو چاہیے کہ اس کی بجائے ایسے شخص کو امام بنائیں جس کی قراءت غلطیوں سے سلامت ہو۔[23] امام احمد نے ارشاد فرمایا:

"إذا كَانَ الإمَام يلحن لحنا كثيرا لَا يُعجبنِي أَن يصلى خَلفه"[24]

**ترجمہ:** اگر امام ایسا ہو جو قراءت میں زیادہ غلطیاں کرتا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔

منصب امامت پر کھڑے ہونے والے شخص کے سامنے ابن قدامہؒ کی یہ تحریر ضرور ہونی چاہیے۔" جس نے فاتحہ کا ایک حرف بھی چھوڑ دیا کہ اس کے پڑھنے سے عاجز تھا یا اسے دوسرے لفظ سے بدل دیا جیسا کہ وہ شخص جو حروف میں تبدیلی کرتا ہو یا ہکلا ہو کہ وہ ایک حرف کو دوسرے حرف میں مدغم کرتا ہو، یا ایسی غلطی کرے جس سے معنی بدل جائے جیسے کوئی "ایاک" کے کاف پر کسرہ پڑھے یا "انعمت: کے تا پر ضمہ پڑھے تو اور اس کی اصلاح پر قادر نہ ہو تو وہ امی کی مانند ہے یہ درست نہیں ہوگا کہ درست پڑھ سکنے والا اس کی اقتداء کرے، اور ایسے لوگ (جو لحن کرنے والے ہیں) ایک دوسرے کی امامت کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ امی کے حکم میں ہیں تو ایک دوسرے کی اقتداء کر سکتا ہے، ان دو اشخاص کی طرح جو کسی چیز کو اچھی طرح نہیں جانتے (تو ان میں سے ایک دوسرے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ اور وہ اپنی ان غلطیوں کی اصلاح اور درستگی پر قادر ہو پھر بھی اصلاح نہ کرے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور نہ اس کی جو اس کی اقتداء کرے"[25]

## امام مسجد کے لیے شرعی مسائل کا علم جاننے کی اہمیت وضرورت:

امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ شرعی مسائل سے واقفیت رکھتا ہو، اسی بنا پر فقہاء نے یہ قول ارشاد فرمایا کہ سنت کا زیادہ علم رکھنے والا امامت کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ مسائل کا علم جاننے کی ضرورت پوری نماز میں پیش آتی ہے، اور یہ ماجرا فقط نماز کی امامت کروانے کا ہے۔ البتہ آج کے دور میں امام معلمِ دین اور داعی دین ہے اس بنا پر نماز اور دیگر عبادات کی صحت اور درست قیادت اور عوام کی بہتر دینی تعلیم کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ شرعی مسائل اور قرآن وسنت کا اچھا علم رکھتا ہو جس سے وہ دوسروں کی رہنمائی کر سکے۔ ابن مازۃ حنفیؒ فرماتے ہیں:

---

[23] : شامی، رد المحتار على الدر المختار، ج:2، ص: 633 -

[24] : ابراهيم بن محمد بن عبد الله ، أبو إسحاق، (المتوفى: 884هـ)،النكت والفوائد السنية على مشكل المحرر لمجد الدين ابن تيمية، ناشر : مكتبة المعارف ، الرياض، طبع دوم، 1404، ج:1، ص: 73-

[25] : ابن قدامہ مقدسی، المغني لابن قدامة، ج:2، ص: 145 -

**"فأما في زماننا فيكون الرجل ماهرا في القراءة ولا حظ له من العلم، فالعلم بالسنة أولى"** [26]

**ترجمہ:** بہر کیف ہمارے زمانے میں (حالت یہ ہے کہ) ایک شخص قراءت میں تو ماہر ہو گا لیکن اس کا (بقیہ) علم سے کوئی تعلق نہیں ہو گا، لہذا امامت کے لیے وہی شخص لائق ہے جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔

اس لیے آج کے دور میں امام مسجد کو شریعتِ اسلامیہ کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے، اس کے لیے فقط قراءت پر بھی اکتفا نہیں کیا جا سکتا۔ صحابہ کرام کا معاملہ مختلف تھا، وہ ہر آیت احکام کے ساتھ یاد کرتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ سے متعلق منقول ہے کہ: آپ نے "سورۃ بقرہ" بارہ سال میں یاد کی۔[27] غور طلب بات یہ ہے کہ محض قراءت اور قراءت میں بھی محض آواز اور سُر سے متاثر ہو کر امام کا انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ نتیجۃً امامت سے مطلوب نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ امام ضروری مسائل شرعیہ سے اچھی واقفیت رکھتا ہو، بلکہ اپنے علم میں رسوخ پیدا کرے اور خود کو کثرتِ مطالعہ سے وابستہ رکھے تاکہ لوگوں کی دینی رہنمائی میں اس کی دعوت مضبوط ہو۔

### سیرت و کردار کی پاکیزگی:

امام کے لیے لازم ہے کہ اپنی سیرت و کردار کو ایسا بنائے کہ وہ دوسروں کے لیے بہتر نمونہ بن سکے۔ ایک مذہبی پیشوا لوگوں کے لیے اپنی سیرت، اپنے عمل سے تعلیم و تربیت مہیا کرتا ہے۔ اور اقتداء کرنے والوں کے لیے وہ نمونہ ہوتا ہے کہ وہ امام کی شخصیت و کردار کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ امامت کرنے والے کی زندگی للہیت، خشوع و خضوع، ورع و تقویٰ، زہد و عبادت، سنت کی اتباع، پاکیزہ کردار اور عمدہ اخلاق سے تعبیر ہونی چاہیے۔ خصوصاً وہ فسق و فجور اور معصیات سے اجتناب کرنے والا ہو۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ:

**"إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس لا يرغبون في الاقتداء به"** [28]

**ترجمہ:** مگر یہ کہ اس کی دینداری میں طعن ہو، کیونکہ لوگ ایسے امام کی اقتداء میں رغبت نہیں رکھتے۔

مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص کتاب اللہ اور سنت کا بہت علم رکھنے والا بھی ہو لیکن اگر وہ دیندار نہیں کہ اس کی دینداری میں طعن کیا جاتا ہے، تو ایسے شخص کو امامت کے لیے آگے نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنے کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ اور وہبہ زہیلی فرماتے ہیں: امامت کا حقدار وہ ہے جو نماز کے متعلق احکام اور شرعی مسائل کی معرفت رکھتا ہو، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ "فواحش ظاھرہ" یعنی ظاہری بے حیائیوں، گناہوں سے بچنے والا ہو۔[29] لہذا امام کو معصیات سے اجتناب کرنے اور اپنی سیرت کو لایعنی، لغو اور نامناسب چیزوں سے بچانا ضروری ہے۔ امامت کروانے والے کے لیے ضروری ہے کہ امام اپنی سیرت و کردار کو پاکیزہ بنائے اور خود کو بُرے کردار سے محفوظ رکھے۔ فاسق و فاجر کی امامت کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔ فاسق وہ ہے جو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے والا ہو۔ ایسے شخص کو اپنی مرضی اور اختیار سے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ امامت کے لیے سیرت و کردار کا درست ہونا اور فسق و فجور سے اجتناب لازم ہے۔ امام مسجد لوگوں کے لیے دینی رہنماء اور رہبر ہے، جو بہترین سیرت اُس کی وعظ و نصیحت کا موضوع ہے سب سے پہلے اُسے اُس دعوت سے اپنی سیرت و کردار کو آراستہ کرنا ہے۔ لوگ اس کے طرزِ

---

[26]: ابن مازة حنفی، المحيط البرهاني ، ج:1،ص:405 ۔

[27]: بیہقی، احمد بن الحسين بن علي ، (م: 458ھ)، شعب الإيمان،فصل: فی تعلم القرآن، حدیث: 1805، ناشر: مکتبة الرشد ،الرياض ، طبع اول: 2003 م۔

[28]: شامی، رد المحتار على الدر المختار، ج:1، ص: 557 ۔

[29]: وهبہ الزحیلی،الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، فصل: "من تکره امامتہ" ، ج:2، ص: 348 ۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عمل کو اختیار کرتے ہیں، اس لیے امام کو برے قول و عمل نامناسب کردار بلکہ ایسے بہت سے جائز امور سے بھی بچنا ہوتا ہے جس کے بارے میں لوگوں میں غلطی اور گناہ کی حد تک جانے کا اندیشہ ہو۔

**حضرت عمر کا علماء اور ائمہ کی اصلاح کرنے کا واقعہ:**

حضرت عمر نے اس بارے میں دیندار طبقے کی ایسی فکر اور اصلاح فرمائی جو آج بھی رہنماء اور نمونہ ہے۔"موطاامام مالک" میں ہے:

**"أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ثَوْباً مَصْبُوغاً وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ يَا طَلْحَةُ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. إِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ.فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَئِمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمُ النَّاسُ. فَلَوْ أَنَّ رَجُلاً جَاهِلاً رَأَى هٰذَا الثَّوْبَ، لَقَالَ: إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قَدْ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصَبَّغَةَ فِي الْإِحْرَامِ. فَلاَ تَلْبَسُوا، أَيُّهَا الرَّهْطُ، شَيْئاً مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ"** [30]

ترجمہ: ایک موقع پر حضرت عمر نے حضرت طلحہ کو دیکھا کہ انہوں نے حالتِ احرام میں رنگین کپڑا پہنا ہوا تھا۔ تو آپ نے پوچھا: اے طلحہ یہ کیا ہے؟ طلحہ نے فرمایا: یہ احرام کا کپڑا ہے مٹی سے رنگا ہوا ہے (یعنی میں نے اس پر کوئی رنگ نہیں لگایا بلکہ مٹی کا رنگ دیا گیا ہے، جو ممنوع نہیں)۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: تم لوگ لوگوں کے امام ہو، لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں۔ اگر کوئی جاہل آدمی یہ دیکھے گا تو وہ کہے گا کہ: طلحہ نے حالتِ احرام میں رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھے، تو آپ حضرات اس طرح کے رنگے ہوئے کپڑے بھی نہ پہنا کریں۔

حضرت عمر کی یہ نصیحت ائمہ کو یہ تاکید کرتی ہے کہ وہ اپنی سیرت کو باکمال بنائیں۔ اور اپنے قول و فعل سے کبھی ایسی نوبت نہ آنے دیں کہ لوگ ان کی شخصیت سے غلط اثر قبول کریں۔ بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنی سیرت کو ایسے نکھارے کہ زہد و عبادت، اخلاص و تقویٰ اور اوصافِ حمیدہ میں وہ لوگوں کے لیے ایک نمونہ بنے۔ امام و خطیب کو ان تمام بنیادی مہارتوں اور صلاحیتوں سے لیس ہونا ضروری ہے۔

**کون شخص امامت نہ کروائے؟**

شریعتِ اسلامیہ میں بعض لوگوں کی امامت کو ناپسند کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے واضح ارشادات اس پر رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔

**جس کے امام بننے کو لوگ ناپسند کریں:**

جس کی امامت کو لوگ ناپسند کریں یعنی لوگ اسے اپنا امام بنانا پسند نہ کریں اور یہ زبردستی لوگوں کا امام بنے۔ ایسی شخص کو شریعت امامت کروانے سے منع کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا امام اجر و ثواب سے بھی بالکل عاری ہوتا ہے بلکہ یہ امامت اس کے لیے وبال بن جاتی ہے، اور ایسے شخص کی اپنی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

**"ثلاثة لا تقبل لهم صلاة، الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، والرجل لا يأتي الصلاة إلا دبارا - يعني بعد ما يفوته الوقت - ومن اعتبد، محررا"** [31]

---

[30] : مالک بن أنس بن مالك المدني ،(المتوفى: 179هـ) ،الموطأ، حديث رقم: 1164، لُبْسُ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ فِي الْإِحْرَامِ ، ناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية ، أبو ظبي – الإمارات، طبع اول: 1425 هـ - 2004 م-

[31]: ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ ، باب من امّ قوما و هم لہ کارھون، حدیث رقم: 970-

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: تین لوگ ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ایک وہ شخص جو لوگوں کو امامت کروائے حالانکہ وہ اسے (اس کی امامت) کو ناپسند کرتے ہوں، اور دوسرا وہ شخص جو ہمیشہ نماز کے بعد آتا ہو یعنی نماز کا وقت فوت ہونے کے بعد (نماز پڑھنے آئے)، اور تیسرا وہ شخص جو کسی آزاد کو اپنا غلام بنالے۔

وہ شخص "جس کی امامت کو لوگ ناپسند کرتے ہوں" یہ کون شخص ہے؟ امام خطابیؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ شخص ہے جو امامت کا اہل ہی نہ ہو اور امامت کے بار اور امانت کی صحیح بجاآوری ہی نہ کر سکتا ہو اور لوگوں کی خواہش کے بغیر ہی ان پر مسلط ہوا بیٹھا ہو۔اس لیے کہ اگر وہ اہل ہے اور امامت بھی درست کروائے تو اگر اس ملامت کا بوجھ لوگوں پر ہی ہوگا۔[32] امام ترمذیؒ نے فرمایا: اہل علم نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ کوئی شخص مقتدیوں کے ناپسند کرنے کے باوجود امامت کروائے، اور اگر امام ناانصافی کرنے والا نہیں ہوگا تو اس ناپسندیدگی کا گناہ اور وبال ان لوگوں پر ہی ہوگا۔امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ نے فرمایا: اگر مقتدیوں میں کوئی ایک، دو، تین لوگ ناپسند کریں تو اس کی امامت کروانے میں کوئی حرج نہیں یہاں تک کہ اکثر لوگ ناپسند کریں (یعنی پھر امامت نہیں کرواسکتا)۔[33]

**فاسق انسان کو امامت کے لیے آگے نہ کیا جائے:**

امام کی اہلیت کے حوالے سے آگے مستقل بحث بھی ذکر ہوگی۔اسلامی شریعت میں امام متقی پرہیز گار اور صالح شخص کو بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور یہ بنیادی ضابطہ ہے کہ فاسق اور مبتدع انسان کو امامت کے لیے آگے نہیں کرنا چاہیے۔اور اگر ایک مسلمان کے پاس امام رکھنے اور اسے معزول کرنے کا اختیار ہو تو وہ فاسق کو امامت فائز کرے اور امامت پر برقرار رکھے۔

سیرت میں یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص لوگوں کو امامت کرواتا تھا آپ ﷺ نے اُسے قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا تو منع فرمایا کہ یہ شخص دوبارہ تمہیں امامت نہ کروائے۔ پھر بعد میں یہ شخص دوبارہ نماز کروانے لگا تو لوگوں نے اسے منع کردیا اور اسے بتایا کہ: آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ یہ شخص امامت نہ کروائے! تو اس وہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور اس متعلق استفسار کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں (میں نے منع کیا تھا) کیونکہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔[34]

امامت کا تقدم اور تقرر کس کا حق ہے؟ علامہ شامیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "(اور امامت کا حقدار) مجمع الانھر میں ہے یعنی امامت کے لیے آگے کرنے اور مقرر کرنے کے اعتبار سے (وہ شخص ہے جو نماز سے متعلق شرعی احکام کو زیادہ جانتا ہو) فقط، یعنی نماز کی صحت اور فساد کے اعتبار سے احکام جانتا ہو، اس شرط کے ساتھ کہ وہ ظاہری فواحش اور منکرات سے اجتناب کرتا ہو"[35] بلکہ اگر فاسق انسان امام بنے تو لوگوں کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ اسے امامت سے منع کریں۔ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

**"ولو تقدم الفاسق والمبتدع للإمامة وجب على القوم أن يمنعوهما عن الإمامة، وإن عجزوا عن المنع والعزل جازت الصلاة خلفهما مع الكراهة"** [36]

---

[32]: خطابی، معالم السنن، ج: 1، ص: 170-

[33]: محمد بن عيسى ، الترمذي، (م: 279ھ)، سنن ترمذی، باب: مَا جَاءَ فِيمَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، حديث: 358، ناشر: دار الغرب الإسلامي ، بيروت، سن: 1998 م-

[34]: ابوداؤد، سنن ابی داؤد، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ، حدیث رقم: 481-

[35]: شامی، رد المحتار على الدر المختار، ج: 01، ص: 557-

[36]: ملا علی قاری، علي بن (سلطان) محمد،(م: 1014ھ)، مرقاة المفاتيح ،ناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، طبع اول،1422ھ، 2002م، ج: 4، ص: 60-

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: اور اگر فاسق یا بدعتی انسان امامت کرنے کے لیے آگے بڑھے تو لوگوں پر لازم ہیں کہ انہیں امامت کروانے سے روکیں، اور اگر روکنے سے عاجز آجائیں تو ان کے پیچھے نماز کراہت کے ساتھ جائز (ادا) ہو جائے گی۔

**خلاصہ بحث:**

* امامت و خطابت حسّاس اور اہم منصب ہے جس میں اہلیت انتہائی ضروری ہے۔ اہلیت کے بغیر تقرر اہداف کے حصول میں بڑی رکاوٹ ہے۔
* امام و خطیب کی تقرر کے لیے حکومت ( وزارت مذہبی امور یا اوقات کے منتظمین ) کے تحت یا اگر مسلک کی نمائندہ مسجد ہے (جو بدقسمتی سے موجود ہے) تو متعلقہ وفاق کی طرف سے مقرر کردہ ادارے یا کمیٹی، (یا دیگر ممکنہ نظم) کے تحت منظم مرتب طریقہ کار سے اہلیت کا جائزہ ضروری ہے تاکہ کسی طور پر اہلیت نظر انداز نہ ہو۔
* کسی بھی ذمہ داری کو سمجھے بغیر اُس کی ادائیگی آسان نہیں؛ اس لیے مسجد کی امامت و خطابت کا کیا طریقہ کار ہے؟ اس حوالے سے خصوصی تربیت جیسے ائمہ و خطباء کورس کا انعقاد کیا جائے، جس میں موجودہ ضروریات کے مطابق ائمہ کرام کی تربیت اور رہنمائی کی جائے۔
* امام مسجد لوگوں کے لیے نمونہ ہے ۔ اس لیے تعیناتی سے قبل خصوصا قراءت و تجوید، بنیادی دینی مسائل اور اس کے کردار کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
* امام مسجد کے تقرّر کی بنیاد قرابت، آواز کی خوبصورتی یا شعلہ بیانی نہ ہو بلکہ علمیت، قابلیت اور سیرت کی پاکیزگی کو بنایا جائے۔
* ائمہ کرام کو امامت میں اخلاص، تقوٰی، دیانتداری، جذبہ اور محنت کی صفات پیدا کرنا اور ذمہ داری کا احساس کرنا ضروری ہے۔
* مسجد کا ماحول اور ائمہ کرام کا عمل ہر صورت فرقہ واریت سے پاک ہونا چاہیے تاکہ اسلامی شریعت کی دعوت عام اور مفید تر ہو۔

## مصادر و مراجع

1: القرآن الكريم، سورة النساء، 04، آيت: 58
2: ابن رشد مالكى، أبو الوليد محمد بن احمد ،(م: 520هـ)، البيان والتحصيل ، ناشر: دار الغرب الإسلامي، بيروت ، لبنان، طبع دوم،سن: 1988 م، ج:1، ص: 355 -
3: ابو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد ، ابن قدامہ المقدسى، ، (المتوفى: 620هـ)، المغني لابن قدامة، ناشر: مكتبة القاهرة، مصر، ج:2، ص: 133- -
4: ابن مازة حنفى، ابو المعالي محمود بن أحمد الحنفي (المتوفى: 616هـ)،المحيط البرهاني في الفقه النعماني ، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت ، طبع اول: 1424 هـ - 2004 م-
5: أبو إسحاق ابراهيم بن محمد بن عبد الله ، (م: 884هـ)،النكت والفوائد السنية على مشكل المحرر ، ناشر : مكتبة المعارف ، الرياض، طبع دوم، 1404-
6: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا ، بيروت-
7: ابو عبد الله محمد بن إدريس الشافعى ،(المتوفى: 204هـ)، الأم،ناشر: دار المعرفة ، بيروت، بدون طبع ، تريخ النشر: 1410هـ/1990م-
8: ابو عبد الله محمد بن عمر ،فخر الدين الرازي ، (م: 606هـ)، مفاتيح الغيب ( التفسير الكبير)، ناشر: دار إحياء التراث العربي ، بيروت،طبع دوم- 1420 ه-
9: بيہقى، احمد بن الحسين بن علي ، (م: 458هـ)، شعب الإيمان،فصل: فى تعلم القرآن، حديث: 1805، ناشر: مكتبة الرشد ،الرياض ، طبع اول: 2003 م-

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

10: خطابی، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب ،(م: 388هـ)،معالم السنن، ناشر: المطبعة العلمية، حلب،طبع اول، سن طباعت،1932 م۔
11: شامی، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، ناشر: دار الفكر-بيروت، طبع دوم سن: 1412هـ - 1992م۔
12: طحطاوی، احمد بن محمد ، (م: 1231 ه)، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، طبع اول، سن طباعت:1418هـ - 1997م۔
13: مالک بن أنس بن مالك المدني ،(المتوفى: 179هـ) ،الموطأ، ناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان ، أبو ظبي – الإمارات، طبع اول: 1425 هـ - 2004 م۔
14: محمد بن عيسى ، الترمذي، (م: 279هـ)، سنن ترمذی، ناشر: دار الغرب الإسلامي ، بيروت، سنِ: 1998 م۔
15: محمود بن علي بسّة المصري، (المتوفى: بعد 1367هـ)، العميد في علم التجويد ، ناشر: دار العقيدة، الإسكندرية،الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م۔
16: مسلم بن الحجاج القشيری، ، (م: 261هـ)،صحيح مسلم ، ناشر: دار إحياء التراث العربي ، بيروت، طبع اول، سن طباعت : 1422ه۔
17: ملا علی قاری، علي بن (سلطان) محمد،(م: 1014هـ)، مرقاة المفاتيح ،ناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، طبع اول،1422هـ، 2002م۔
18: الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، طبع دوم، من 1404 - 1427 ه۔
19: نووی ، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، (المتوفى: 676هـ)، المجموع شرح المهذب ،ناشر: دار الفكر، بيروت، بدون طبع وتاريخ۔
20: وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ ،الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، فصل: من تكره امامته، ،ناشر : دار الفكر ، دمشق، طبع چہارم، بدون طبع و تاريخ۔